کتب سماوی پر ایک نظر

(۴)

عہد جدید (اناجیل وغیرہم)

از جناب ذوقی شاہ صاحب

عہد جدید کی کتابیں | بائیبل کے حصۂ جدید یعنی کتب عہد جدید کی موجودہ فہرست میں ستائیس (۲۷) کتابیں شامل ہیں۔ جن کے نام یہ ہیں:۔

(۱) متی کی انجیل۔ (۲) مرقس کی انجیل۔ (۳) لوقا کی انجیل۔ (۴) یوحنا کی انجیل۔ (۵) رسولوں کے اعمال (۶) پولس رسول کا خط رومیوں کو۔ (۷) پولس رسول کا پہلا خط قرنتیون کو۔ (۸) پولس رسول کا دوسرا خط قرنتیون کو۔ (۹) پولس رسول کا خط گلتیون کو۔ (۱۰) پولس رسول کا خط افسیون کو (۱۱) پولس رسول کا خط فلپیون کو۔ (۱۲) پولس رسول کا خط قلسیون کو (۱۳) پولس رسول کا خط تسلونیقیون کو۔ (۱۴) پولس رسول کا دوسرا خط تسلونیقیون کو۔ (۱۵) پولس رسول کا پہلا خط تمطاؤس کو۔ (۱۶) پولس رسول کا دوسرا خط تمطاوس کو (۱۷) پولس رسول کا خط طیطس کو۔ (۱۸) پولس رسول کا خط فلیمون کو۔ (۱۹) عبرانیون کو خط۔ (۲۰) یعقوب کا خط۔ (۲۱) پطرس کا پہلا خط (۲۲) پطرس کا دوسرا خط۔ (۲۳) یوحنا کا پہلا خط۔ (۲۴) یوحنا کا دوسرا خط۔ (۲۵) یوحنا کا تیسرا خط۔ (۲۶) یہوداہ کا خط۔ (۲۷) یوحنا فقیہ کے مکاشفات کی کتاب۔

کتب غیر مشمولہ | جو معاملات کہ کتب عہد عتیق کے ساتھ پیش آئے کچھ اسی نوع کے بلکہ ان سے بھی زیادہ انوکھے معاملات کتب عہد جدید کے ساتھ بھی پیش آچکے ہیں عیسائی مفسرین و مصنفین ہی کی تحریروں سے پایا جاتا ہے کہ کم از کم ایک سو اٹھاون (۱۵۸) کتابیں ایسی ہیں جو کسی نہ کسی زمانہ میں کسی نہ کسی گروہ

کے نزدیک معتبر و مقدس نہیں مگر اب محققین کے نزدیک جعلی او مجموعہ عہد جدید سے خارج ہیں۔ کم از کم کی قید اس لئے لگائی گئی کہ قوی احتمال ہے کہ اس نوع کی کتابوں کی تعداد اس سے بھی زیادہ ہو اور ان کا ذکر عیسائی مصنفین کی تحریروں میں نہ آیا ہو یا آیا ہو مگر وہ تحریریں ہم تک نہ پہنچی ہوں جبکہ ان کتابوں کو اہل کتاب ہی نے مجروح کرکے ناقابل اعتماد قرار دیدیا تو ہمیں ان کے نام اور ان کی تفصیل سے ان اوراق کو رنگین کرنے کی کوئی ضرورت نہیں جنہیں ان کے نام دریافت کرنے کا شوق ہو وہ ان کتابوں کو دیکھیں:- ہارن صاحب کا "انٹروڈکشن علوم بائبل پر" مطبوعہ لندن سنہ ۱۸۲۵ء جلد ۱- لارڈنر صاحب کے ورکس مطبوعہ لندن سنہ ۱۸۲۹ء جلد ۴- جارج سیل کی تحریریں مطبوعہ لندن سنہ ۱۸۶۱ء ایکہیومو اور ایپوکریفل نیو ٹسٹیمنٹ مطبوعہ لندن سنہ ۱۸۲۰ء- اور عیسائیوں کے مشنری اخبار نور افشاں لدھیانہ کی اشاعت ۲۷ جولائی سنہ ۱۸۷۶ء کے صفحہ ۲۳۶ پر پادری ویری صاحب کا مضمون- ہارن صاحب نے اپنے انٹروڈکشن میں اس پر زیادہ مفصل بحث کی ہے وہ اپنی کتاب جلد ۱ کے صفحہ ۲۴۶ پر لکھتے ہیں کہ کتب غیر مشمولہ میں چند کتابیں ایسی بھی تھیں جن کی بابت بیان کیا جاتا تھا کہ وہ خود حضرت مسیح علیہ السلام کی لکھی ہوئی ہیں- ان کے یہ نام بیان کئے جاتے ہیں:-

(۱) نامہ بنام آبگارس- (۲) نامہ بنام پطرس و پال- (۳) کتاب تمثیلوں اور وعظ کی (۴) کتاب مناجات مسیح- (۵) کتاب سحر- (۶) کتاب پیدائش مسیح و مریم- (۷) نامے جو آسمان سے گرے- (۸) نامہ حضرت مسیح جو منی کیس نے پیدا کیا-

رومن تواریخ کلیسا مطبوعہ مرزا پور سنہ ۱۸۶۶ء جلد ۲ کے صفحہ ۳۶ پر درج ہے کہ سنہ ۳ء میں مورخ یوسی بیس (Eusibius) نے شہر ادیسہ کے شاہی دفتر میں دو خط پائے جن میں سے ایک خط ابگرس بادشاہ کی طرف سے مسیح کے نام تھا جس میں اس نے ایک شدید مرض میں اپنے مبتلا ہونے کا حال لکھکر مسیح سے درخواست کی تھی کہ اسے تندرست کردے- اور دوسرا خط مسیح کی طرف سے بادشاہ کے خط کا جواب تھا مسیح کا یہ خط بھی

مروجہ مجموعہ کتب عہد جدید میں شامل نہیں۔

اخبار نور افشاں مورخہ ۹ جولائی ۱۸۷۴ء جلد ۲ نمبر ۲ صفحہ ۱۲۳ کالم ۳ میں پادری ویری صاحب تحریر فرماتے ہیں کہ:۔

"جعلی انجیلوں کے موجود ہونے سے ہم ناواقف نہیں ہیں بلکہ جن جعلی انجیلوں کا ہارن صاحب نے اپنی تصنیف میں حوالہ دیا ہے وہ ہمارے پاس بھی موجود ہیں۔ ان کو بعض بدعتیوں نے مروج کرنا چاہا تھا مگر وے اپنے فاسد ارادہ میں کامیاب نہ ہوسکے"۔

جعل و فریب کی گرم بازاری جس زمانے سے یہ جعلی کتابیں متعلق ہیں وہ زمانہ جعل فریب کذب بیانی اور جھوٹی تحریروں کی اشاعت میں اس درجہ شہرۂ آفاق تھا کہ عیسائی مصنفوں کو بھی اس کا اعتراف ہے۔

لوقا باب ۱ آیہ ۱ تا ۴ میں ہے کہ:۔

"چونکہ بہتوں نے کمر باندھی کہ ان کاموں کا جو فی الواقع ہمارے درمیان انجام ہوئے بیان کریں۔ جس طرح سے انہوں نے جو شروع سے خود دیکھنے والے اور کلام کی خدمت کرنے والے تھے ہم سے روایت کی میں نے بھی مناسب جانا کہ سب کو سرے سے صحیح طور پر دریافت کرکے تیرے لئے اے بزرگ تھیوفلس بہ ترتیب لکھوں تاکہ تو ان باتوں کی حقیقت کو جن کی تو نے تعلیم پائی جانے"۔

اس سے صاف طور پر ظاہر ہوتا ہے کہ لوقا کے زمانہ میں لوقا کی طرح اور لوگوں نے بھی بکثرت انجیلیں لکھی تھیں مگر کچھ نہ معلوم ہو سکا کہ وہ کیسی تھیں۔ جھوٹی یا سچی۔

گلتیون کے باب ۱۔ آیہ ۶ میں ہے کہ:۔

میں تعجب کرتا ہوں کہ تم اتنی جلدی اس سے جس نے تمہیں مسیح کے فضل میں بلایا پھر کے دوسری انجیل کی طرف مائل ہوئے"۔

اس سے معلوم ہوا کہ علاوہ اناجیل اربعہ کے کوئی اور انجیل بھی تھی جو پولوس کے زمانہ میں مشہور ہو چکی تھی اور لوگوں کو اپنی جانب مائل کرنے لگی تھی۔

پولوس کے تسلونیقیون کے نام دوسرے خط کے باب ۲ آیہ ۲ میں ہے کہ:-

"تم اس خیال سے کہ مسیح کا دن آ پہنچا ہے جلد اپنے دل کی ڈھارس مت کھوؤ اور نہ گھبراؤ نہ کسی روح نہ کسی کلام نہ کسی خط سے یہ سوچکر کہ وہ ہماری طرف سے ہے۔ کوئی تمہیں کسی طرف سے فریب نہ دے۔"

اس سے پتہ چلتا ہے کہ پولوس ہی کے زمانے سے جعلی خطوں کا سلسلہ جاری ہو گیا تھا۔ بلکہ ۲ قرنتیون کے باب ۱۱ آیہ ۱۳ و ۱۴ میں تو اس بات کی شہادت بھی موجود ہے کہ پولوس ہی کے زمانہ سے جھوٹے دغاباز اور گمراہ کن مدعیان رسالت کا سلسلہ بھی جاری ہو گیا تھا۔ یہ سلسلہ ایک عرصہ تک جاری رہا۔ چنانچہ اسکاٹ صاحب کی رومن تفسیر مطبوعہ آلہ آباد سنہ ۱۸۶۶ء کے صفحہ ۱۸۶ پر لکھا ہے کہ:-

"نہ صرف جعلی مصنف بلکہ مسیح ہونے کا بہتوں نے دعویٰ کیا تھا چنانچہ یوسف مورخ کتنوں کا ذکر کرتا ہے وہ یوں لکھتا ہے کہ ملک جادوگروں اور دغابازوں سے بھر گیا تھا جنہوں نے بہتوں کو ورغلانا اور بیابان میں لے گئے تاکہ اپنی کرامتیں دکھلائیں۔ ان میں سے دوسیتھیوس سامری کا ذکر ہے جس نے اپنے آپ کو مسیح کہا اور شمعون مجوسی جو اپنے آپکو خدا کا بیٹا کہتا تھا اور تُودَس جس نے بہت لوگوں کو دھوکہ دیکر کہا کہ میں یردن ندی کو دو حصہ کرکے بیچ میں راستہ بنا دوں گا۔ القصہ چوبیس شخصوں کا ذکر ہے جنہوں نے اورین قیصر کے وقت سے لیکر سنہ ۱۶۸۲ء تک مسیح ہونے کا دعویٰ کیا۔"

ظاہر ہے کہ ان جعلسازوں اور جھوٹے مدعیان رسالت و الوہیت کی کثرت نے تقریروں اور تحریروں کے ذریعہ سادہ لوحوں کی گمراہی کے لئے کیا کچھ سامان فراہم نہ کیا ہوگا۔ مگر مزید برآں جو بات زیادہ

قابل افسوس ہے یہ ہے کہ اُس زمانہ کے دیندار عیسائیوں نے بھی معاملات دین میں کذب بیانی کا شیوہ اختیار کر لیا تھا اور یہ سمجھ رکھا تھا کہ دین اور خدا پرستی کی ترقی اور حق بات کی تائید میں جھوٹ اور غلط بیانی سے مدد لینا ثواب کا کام ہے۔ اس خیال کی ابتدا کا سراغ ہمیں پولوس مقدس کی تحریریں ملتا ہے اور ان کا اس پر عامل ہونا بھی انہیں کے بیان سے پایا جاتا ہے۔ انہوں نے جو خط رومیوں کو بھیجا تھا اور جو مجموعہ کتب عہد جدید میں شامل ہے اس کے باب ۳ آیہ ۷، ۸ میں ہے کہ :۔

پھر اگر میرے جھوٹ کے سبب خدا کی سچائی اس کے جلال کے لئے زیادہ ظاہر ہوئی تو مجھ پر کیوں گنہگار کی طرح حکم ہوتا ہے۔ اور ہم کیوں برائی نہ کریں تاکہ بھلائی نکلے چنانچہ یہ تہمت ہم پر لگائی بھی جاتی ہے"

پہلی صدی عیسوی کے متعلق موشیم صاحب اپنی تاریخ مطبوعہ ۱۸۶۰ء کے حصہ ۲ باب ۲ صفحہ ۳۶ پر لکھتے ہیں کہ متعدد وجوہ تھے جن کے باعث ضرورت محسوس ہوئی کہ تمام انجیلوں کو ایک نسخہ میں جمع کر دیا جاوے۔ بڑی وجہ یہ تھی کہ عیسیٰ علیہ السلام کی زندگی اور تعلیمات اور اُن کے آسمان پر جانے کے واقعات غلط کہانیوں کی صورت میں ایسے لوگوں نے لکھے تھے جن کے ارادے بد نہ تھے مگر جو جھوٹے مذہب والوں اور سادہ لوح گمرفریبی یا فریب خوردہ خدا پرستوں سے انس و رغبت رکھتے تھے۔ اس کے بعد دنیا میں بہت سی تحریریں پھیل گئیں جن کی بنیاد کذب پر تھی اور جن پر پاک پیغمبروں کے نام بطور مصنفوں کے درج کر دیے گئے تھے۔

دوسری صدی عیسوی کے ذکر میں رومن تواریخ کلیسا مطبوعہ مرزا پور ۱۸۵۶ء کے صفحہ ۹۰ پر مندرجہ ذیل عبارت درج ہے:۔

دوسری صدی میں مسیحیوں میں گفتگو رہی کہ جب بت پرست فیلفوف اور حکیموں کے ساتھ دین کا مباحثہ کیا جاوے تو انہیں کے بحث کا طور اور طریقہ اختیار کرنا جائز ہے یا نہیں اور آخر کار اُرجن وغیرہ کی رائے کے بموجب طریقہ مذکور تسلیم ہوا اس سے

البتہ مسیحی بحاثوں کی تیز عقلی اور نکتہ سنجی نے بحث میں زیادہ رونق پائی لیکن راستی اور صفائی میں کچھ خلل پڑا پھر اسی سبب سے بعضے لوگ یہ بھی جانتے ہیں کہ وہ جعلی تصنیفات پیدا ہوئیں جو کہ اس زمانہ کے بعد کثرت سے لکھی گئیں. اس طرح سے کہ جب فیلیسوف لوگ کسی طریقہ کی پیروی کرتے تھے تو کبھی کبھی اُس کے حق میں کتاب لکھکر کسی معروف حکیم کے نام سے اجرا کرتے تھے کہ اس حیلے سے لوگ اسپر متوجہ ہو کر اس کی باتیں زیادہ مانیں اگرچہ اُس کی باتیں برملا خود مصنف کی ہوتیں۔ سو اسی طرح مسیحی جو فیلسوفوں کی طرح بحث کرتے تھے کتاب لکھکر کسی حواری یا خادم حواری یا معروف اسقف کے نام سے رواج دیتے تھے۔ ایسا دستور تیسری صدی میں شروع ہوا اور کئی سو برس تک رومی کلیسیا میں جاری رہا۔ یہ بات بہت ہی خلاف حق اور قابل الزام شدید تھی"۔

اوڈن صاحب اقرار کرتے ہیں کہ دسویں صدی میں جعل اور جھوٹ کا جو دریا مسیحیوں میں موج زن تھا اُسی کا ایک کرشمہ یہ بھی تھا کہ نامۂ تھامی مس بھی جعل سے بنایا گیا۔ لب التواریخ مطبوعہ ۱۸۲۹ء جلد ۲ باب ۹ فصل ۱ صفحہ ۳۹ پر یہ اعتراف بھی درج ہے کہ ایسوڈورس کے مکتوب کا جعل سولہویں صدی تک مکمل طور پر آشکارا نہ ہوا تھا۔ ہارن صاحب اپنی تفسیر مطبوعہ لندن ۱۸۲۲ء کی دوسری جلد کے صفحہ ۳۳۱ پر لکھتے ہیں کہ:۔

"بلاشبہ بعض خرابیاں (یعنی تحریفیں) جان بوجھکر اُن لوگوں نے کی ہیں جو کہ دیندار مشہور تھے اور اس کے بعد انہیں خرابیوں کو ترجیح دی جاتی تھی تاکہ اپنے مطلب کو قوت دیں یا اعتراض اپنے پر نہ آنے دیں"

مختصر یہ کہ دین عیسوی کے متعلق بکثرت جعلی انجیلیں اور جھوٹی مذہبی تحریریں وجود میں آئیں اور وقتاً فوقتاً وجود میں آتی رہیں مگر عیسائی علماء ہی نے انہیں جعلی اور ناقابل اعتماد قرار دیکر مجموعہ

عہد جدید میں شامل نہ ہونے دیا۔ اور اِن جعلی تصانیف کے وجود میں آنے کے جو اسباب خود عیسائی مصنفین نے بیان کئے ہیں وہ یہ ہیں۔

۱۔ عیسائیوں کے ہر فرقہ نے اپنے مسلک کی تائید میں کتابیں لکھ ڈالیں اور انہیں کسی حواری، حواری کے خادم، یا کسی بڑے شخص کے نام سے نامزد کر دیا۔

۲۔ جعلی مسیح، ابن اللہ اور رسول ہونے کے جھوٹے دعویدار دروغگو کذاب اور فریبیوں کی کثرت مختلف دور میں جعلی تصانیف کے اضافہ کا باعث ہوتی رہی۔

۳۔ دیندار طبقات نے بھی دین کی خاطر حق کی تائید میں جھوٹ بولنا جائز سمجھ لیا اور اس خیال وعمل میں بہ اعتراف خود پولوس بھی شریک تھے۔

اِس وقت صرف اسی امر سے بحث ہے کہ یہ اسباب جعلی تحریروں کے وجود میں آنے کا باعث ہوئے۔ مگر آگے چلکر معلوم ہوگا کہ اِن کے اثر سے وہ تحریریں بھی محفوظ نہ رہ سکیں جو علمائے نصاریٰ کے نزدیک معتبر ہیں اور جنہوں نے عیسائیوں کی مہربانی سے عہد جدید کے مجموعۂ کتب مقدسہ میں جگہ پالی۔

کتب مشمولہ عہد جدید کی حقیقت

عہد جدید میں جو ستائیس (۲۷) کتابیں شامل ہیں اُن میں عیسیٰ علیہ السلام پر جو انجیل نازل ہوی وہ شامل نہیں۔ نہ عیسیٰ علیہ السلام کے ہاتھ کی لکھی ہوی کوئی کتاب شامل ہے۔ نہ کوئی ایسی کتاب اس مجموعہ میں پائی جاتی ہے جسے عیسیٰ علیہ السلام اپنے دور میں اپنی ہدایت، اپنے اہتمام اور اپنی نگرانی کے تحت میں لکھوا کر اپنی امت کے لئے چھوڑ گئے ہوں۔ حالانکہ انجیل عیسیٰ کا وجود عیسیٰ علیہ السلام کے زمانہ میں تھا اور اس کا ثبوت موجودہ اناجیل عہد جدید سے بھی پایا جاتا ہے۔ مرقس باب ۱ آیہ ۱۵ میں حضرت عیسیٰ کا یہ قول درج ہے کہ:۔

"وقت پورا ہوا اور خدا کی بادشاہت نزدیک آئی۔ توبہ کرو اور انجیل پر ایمان لاؤ"

مرقس باب ۱۰ آیہ ۲۹ و ۳۰ میں ہے کہ:۔

یسوع نے جواب میں کہا میں تم سے سچ کہتا ہوں ایسا کوئی نہیں جس نے گھر یا بھائیوں یا بہنوں یا باپ یا ماں یا جورو یا لڑکے بالوں یا کھیتوں کو میرے اور انجیل کے لئے چھوڑ دیا ہے جو بالفعل اس جہان میں سوگنا نہ پاوے۔"

متی باب ۲۶ آیہ ۱۳ میں مسیح کا یہ قول درج ہے:

"میں تم سے سچ کہتا ہوں کہ تمام دنیا میں جہاں کہیں اس انجیل کی منادی ہوگی۔"

وہ کونسی انجیل ہے جس کی بابت آیات مندرجہ بالا میں اشارہ ہے؟ وہ انجیل کہاں ہے جس پر ایمان لانے کا حکم دیا گیا ہے؟ جس کے لئے ماں باپ بہن بھائی بیوی بچے گھر بار کھیتی باڑی چھوڑ دینے گئے پر سو اجر کا وعدہ ہے؟ عہد جدید کی اناجیل اربعہ عیسیٰ علیہ السلام سے بہت بعد کی تصانیف ہیں جو حواریوں اور حواریوں کے شاگردوں سے منسوب کردی گئی ہیں اور جن کے مصنفین و مآخذ کے متعلق بھی خود عیسائیوں ہی میں بڑی بڑی بحثیں پیش آچکی ہیں۔ عہد جدید کی موجودہ ستائیس (۲۷) کتابوں میں عیسیٰ علیہ السلام کی نہیں بلکہ متی مرقس لوقا اور یوحنا کی انجیلیں شامل ہیں۔ رسولوں کے اعمال کی ایک کتاب ہے، پولوس کے چودہ (۱۴) خطوط، یعقوب کا ایک خط، پطرس کے دو خطوط، یوحنا کے تین (۳) خطوط، یہوداہ کا ایک خط، اور یوحنا فقیہ کے مکاشفات کی ایک کتاب شامل ہیں۔ یہ سب ملکر (۲۷) کتابیں ہوئیں۔ ان کتابوں کے متعلق مورخ یوسی بئیس کا قول ہے کہ یہ بھی تین اقسام میں منقسم ہیں۔ ایک وہ جن کے معتبر ہونے پر سب کو اتفاق ہے۔ اس میں یہ کتابیں شامل ہیں:

اناجیل اربعہ، رسولوں کے اعمال، پولوس کے چودہ خط۔ پطرس کا پہلا خط، یوحنا کا پہلا خط۔ یہ سب ۲۱ کتابیں ہوئیں جن کی صحت پر عیسائیوں کا اتفاق بیان کیا جاتا ہے۔ اس کے ساتھ ہی یوسی بیس یہ بھی کہتا ہے کہ شاید موقع ہے کہ مکاشفات کی کتاب بھی اس میں شامل کرلی جائے۔

دوسری قسم ان کتابوں کی ہے جن کی بابت، یوسی بیس کہتا ہے کہ صحت میں اختلاف ہے اور بعض کو

ان کی صحت میں شک ہے۔ اس میں یہ کتابیں شامل کی گئی ہیں:۔

یعقوب کا خط یہوداہ کا خط۔ پطرس کا دوسرا خط۔ اور یوحنّا کا دوسرا اور تیسرا خط۔ یہ سب ملکر پانچ (۵) کتابیں ہوئیں۔

تیسری قسم ان کتابوں کی ہے جن کے غیر معتبر ہونے پر سب کو اتفاق ہے۔ مگر اس نوع کی کتابوں میں یوسی بیس کو جرأت نہ ہوئی کہ شمولہ کتب عہد جدید میں سے کسی کا نام داخل کرے۔ مفتاح الکتاب کے مصنف نے البتہ باوجود عیسائی ہونے کے اخلاقی جرأت سے کام لیا ہے اور لکھا ہے کہ اس نوع کی کتابوں میں بعض نے اس خط کو جو عبرانیوں کے نام ہے، اور یوحنّا کے مکاشفات کو داخل کیا ہے۔ بہرحال مشکوک کتابیں سات ہیں جن کے مشکوک ہونے کی بابت بقول پادری فانڈر صاحب عیسائیوں میں رائے عام ہے۔ یہ کتابیں بائبل کے اُس سُریانی ترجمہ سے بھی خارج ہیں جو عیسائیوں کے قول کے مطابق ۱۲۰ء اور ۱۳۰ء کے درمیان کا لکھا ہوا ہے۔ ان سات کتابوں کے نام یہ ہیں:۔

یعقوب کا خط۔ یہوداہ کا خط۔ پطرس کا دوسرا خط۔ یوحنّا کا دوسرا خط۔ یوحنّا کا تیسرا خط۔ عبرانیوں کو خط۔ مکاشفات یوحنّا۔

اب ہم سب سے پہلے اُن کتابوں پر نظر ڈالتے ہیں جو تمام عیسائیوں کے نزدیک سب سے زیادہ معتبر ہیں اور جن پر موجودہ عیسائیت کی بنیاد قرار دی جاتی ہے۔ ان میں سب سے مقدم چار انجیلیں ہیں۔ یہ انجیلیں متی یوحنّا مرقس اور لوقا کی ہیں۔ متی اور یوحنّا عیسیٰ علیہ السلام کے شاگرد اور حواری بیان کئے جاتے ہیں۔ اور مرقس و لوقا حواریوں کی طرف سے صرف انجیل کے سُنانے والے۔ ہم ان انجیلوں کو اسی ترتیب سے لیتے ہیں جس ترتیب سے کہ وہ عہد نامہ جدید میں درج کی گئی ہیں۔

انجیل متی متی کی انجیل کے متعلق یہ امر پایہ تحقیق کو پہنچ گیا ہے کہ یہ انجیل اصل میں عبرانی زبان میں لکھی گئی تھی۔ لارڈ نر نے اور ہیکن کے تین اقوال اپنی کتاب میں نقل کئے ہیں۔ جن سے ثابت ہوتا ہے کہ یہ انجیل عبرانی میں

لکھی گئی۔ یوسی بیس اور اتھناسیس اور سرل اور جروم سب اس بات پر متفق ہیں کہ متی نے یہ انجیل عبرانی زبان میں لکھی۔ ہارن صاحب نے اپنی تفسیر میں تیئیس (۲۳) ایسے علمار کے نام لکھے ہیں جو متی کی انجیل کا عبرانی میں ہونا بیان کرتے ہیں۔ ریو صاحب اپنی تاریخ انجیل میں لکھتے ہیں کہ:۔

"یہ بات غلط ہے جو لوگ کہتے ہیں کہ متی نے انجیل یونانی میں لکھی تھی کیونکہ یوسی بیس اور بہت سے عیسائی علماء نے لکھا ہے کہ متی نے انجیل عبرانی میں لکھی ہے نہ کہ یونانی میں"

انسائیکلوپیڈیا بریٹانیکا کی جلد ۱۹ میں ہے کہ:۔

عہد جدید کی سب کتابیں یونانی میں لکھی گئیں الا انجیل متی اور نامۂ عبرانیان جن کا عبرانی زبان میں لکھا جانا بہ دلائل متیقن ہے"۔

انجیل متی کے عبرانی زبان میں ہونے کی تائید اس بات سے بھی ہوتی ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام کی زبان عبرانی تھی۔ اور یہ بات نہایت بعید از قیاس ہے کہ انہوں نے اپنے شاگردوں کی ہدایت کے لئے کوئی کتاب نہ چھوڑی ہو۔ ہم اوپر مرقس باب ۱ آیہ ۱۵ اور باب ۱۰ آیہ ۲۹ و ۳۰ اور متی باب ۲۶ آیہ ۱۳ کے حوالہ سے بیان کر چکے ہیں کہ عیسیٰ علیہ السلام کے زمانہ میں ایک انجیل کا وجود تھا۔ ہارن صاحب بھی اپنی کتاب کی جلد ۴ میں لکھتے ہیں کہ:۔

"بعض قدیم علمار کا قول ہے کہ متی اور مرقس اور لوقا کے پاس عبرانی میں ایک ایسا صحیفہ تھا جس میں حضرت عیسیٰ کے گذارشات لکھے تھے اور انہوں نے اس سے نقل کیا۔ متی نے بہت اور لوقا اور مرقس نے تھوڑا"

نورٹن صاحب اپنی کتاب علم اسناد مطبوعہ بوسٹن ۱۸۳۷ء کے دیباچہ جلد اول میں ایکہارن کے حوالہ سے لکھتے ہیں کہ:۔

"ابتدائے ملت مسیحی میں احوال مسیح کے بیان میں ایک مختصر سا رسالہ تھا۔ جائز ہے کہ کہا جاوے کہ وہی اصلی انجیل تھی۔ اور غالب یہ ہے کہ یہ انجیل ان مریدوں کے واسطے بنائی گئی تھی جنہوں نے اقوال مسیح اپنے کان سے نہ سنے تھے اور نہ ان کے حالات اپنی آنکھ سے دیکھے تھے۔ چنانچہ یہ انجیل بمنزلہ قالب کے تھی اور اس میں حالات مسیح ترتیب سے نہ لکھے گئے تھے اور یہ انجیل جمیع اناجیل مروجہ صدی اول و دوم و نیز انجیل متی و لوقا و مرقس کا ماخذ تھی۔ پھر یہ تینوں انجیلیں یعنی متی و لوقا و مرقس دوسری اور انجیلوں پر فوقیت لے گئیں۔ اس کا سبب یہ ہوا کہ اگرچہ ان تینوں میں اصل سے کچھ کمی ہو گئی تھی مگر یہ اُن لوگوں کے ہاتھ پڑیں جو دوسری انجیلوں شلاً انجیل فرقہ ماربیوں یا انجیل ٹی ٹن وغیرہ سے بیزار ہو چکے تھے۔ اِن تین انجیلوں کی کمی کو دوسری انجیلوں سے واقعات مسیح کو لیکر پورا کیا گیا اور نسب نامہ مسیح اور ولادت و بلوغ وغیرہ کے حالات بھی شامل کر دئے گئے۔ چنانچہ یہ حال اس انجیل سے جو تذکرہ کے نام سے مشہور رہے اور جس سے جسٹن نے نقل کیا تھا اور انجیل سرن تھس سے بخوبی ظاہر ہے۔ اگر ہم اُن انجیلوں کے باقی ماندہ اجزاء سے مقابلہ کریں تو معلوم ہو جاتا ہے کہ اصل انجیل میں زیادتی تبدیح واقع ہوی ہے۔"

پھر آگے چلکر نورٹن صاحب لکھتے ہیں کہ:۔

"اگر یہ کمی و زیادتی انجیل میں واقع نہ ہوی ہوتی تو معتبر و مشہور مورخ سلوس یہ کیوں اعتراض کرتا کہ عیسائیوں نے اپنی انجیلیں تین بار یا چار بار بلکہ اس سے بھی زیادہ بار بدلی ہیں۔"

پھر فاضل نورٹن بعد میں یہ لکھتے ہیں کہ:۔

"کوئی یہ خیال نہ کرے کہ یہ صرف اکہارن کی رائے ہے اس واسطے کہ اکہارن کی کتاب سے
بڑھ کر کوئی کتاب ملک جرمن میں اب تک مقبول نہیں ہوئی بلکہ جرمنی کے بکثرت علمائے متاخرین
نے اناجیل و نیز ان امور کے بارہ میں جن سے انجیل کی صحت پر الزام آتا ہے اکہارن
کی رائے کے ساتھ اتفاق کیا ہے۔"

اس سلسلے میں مندرجہ ذیل اقتباس خالی از دلچسپی نہ ہوگا۔ موشیم صاحب نے اپنی تاریخ مطبوعہ ۱۸۳۲ء
کی جلد اول میں ناصری اور ابیونی فرقوں کے بیان میں لکھا ہے کہ :۔

"دونوں کے پاس ایک انجیل تھی جو ہماری انجیل سے مختلف ہے اور اُس انجیل کی بابت ہمارے
علماء میں اختلاف ہے۔"

میکلین نے اس عبارت پر بطور حاشیہ کے لکھا ہے کہ :۔

"انجیل ناصریوں والی یا عبرانی یقیناً وہی ہے جو فرقہ ابیونی کے پاس تھی او بارہ حواریوں
کی انجیل کرکے مشہور ہے۔"

ابیونی فرقہ کے متعلق اس قدر جان لینا ضروری ہے کہ یہ لوگ پولوس سے سخت نفرت کرتے تھے موسیٰ
علیہ السلام کی شریعت کے پابند تھے عیسیٰ علیہ السلام کو انسان سمجھتے تھے اور انہیں یوسف و مریم کا بیٹا تسلیم کرتے
تھے یہ لوگ عیسویت کے ابتدائی زمانہ میں موجود تھے، یوحنا حواری کے زمانہ میں بھی تھے اور صرف متی کی اصلی
انجیل کو جو کہ عبرانی زبان میں تھی مانتے تھے۔ اس عبرانی انجیل میں نسب نامہ مسیح نہ تھا۔

ٹامس اسکاٹ اپنی تفسیر میں لکھتے ہیں کہ اکثر خیال کیا جاتا ہے کہ یہ عبرانی انجیل صعود عیسیٰ سے قریب
آٹھ سال بعد لکھی گئی۔ بعض کے نزدیک ۳۷ء یا ۳۸ء میں لکھی گئی۔ بعض کہتے ہیں کہ یہ سب سے پہلی اور
قدیم ترین انجیل ہے جو ۶۳ء کے قریب لکھی گئی۔ مقام تصنیف یہودیہ اور مقصد تصنیف عبرانی عیسائیوں کی
ہدایت بیان کیا جاتا ہے۔ بعض کہتے ہیں کہ متی نے خود یا اس کے کسی ہم عہد نے اُس کا ترجمہ عبرانی سے یونانی

زبان میں کیا۔ بعض کہتے ہیں کہ:۔

"یعقوب نے جو خداوند کا بھائی تھا اس کا ترجمہ یونانی زبان میں کیا" (تفسیر اسکاٹ)۔ بعض کہتے ہیں کہ یہ ترجمہ "حواریوں کے کسی مرید نے کیا" (پادری فانڈر صاحب) مگر اس میں شبہ نہیں کہ انجیل متی کا اصل عبرانی نسخہ مفقود ہے اور کچھ نہیں کہا جا سکتا کہ ترجمہ صحیح ہے یا غلط، اسی کتاب کا ہے یا کسی اور کتاب کا، صرف کتاب ہی کا ترجمہ ہے یا کچھ کمی وبیشی بھی کردی گئی ہے۔ نہ ترجمہ کرنے والے کا صحیح نام معلوم ہو سکا نہ ترجمہ کی تاریخ کا صحیح حال کسی کو معلوم ہے، نہ اس دنیا میں کوئی عبرانی زبان کا نسخہ کہیں موجود ہے کہ اس سے ترجمہ کا مقابلہ کیا جا سکے بلکہ ترجمہ کی عبارت اور عیسائی علماء کے اقوال شہادت دیتے ہیں کہ اس ترجمہ کو متی کی عبرانی انجیل سے کوئی تعلق نہیں۔ متی باب ۹ کی آیہ ۹ کو ذرا ملاحظہ فرمائیے:۔

"پھر یسوع وہاں سے آگے بڑھا تو متی نامی ایک شخص کو محصول کی چوکی پر بیٹھے دیکھا اور اسے کہا میرے پیچھے آ وہ اٹھکے اس کے پیچھے چلا"

بھلا جس کتاب میں متی کے متعلق اس قسم کے جملے درج ہوں اسے متی کی تصنیف کون کہہ سکتا ہے؟

علاوہ ازیں متعدد غلطیاں ترجمہ مروجہ میں پائی گئیں ہیں جن پر عیسائی علماء نے بھی قلم اٹھایا ہے ان کی تفصیل طوالت طلب ہے اس لئے یہاں انہیں نظر انداز کیا جاتا ہے۔ بڑی بحث نسب نامہ مسیح میں ہے جو متی باب ۱ میں درج ہے۔ بلحاظ اس اہمیت کے جو کہ اس بحث کو حاصل ہے یہاں مختصراً اس کی بابت کچھ لکھا جاتا ہے۔

نسب نامہ مسیح

متی باب ۱ آیہ ۱۷ میں ہے کہ:۔ "پس سب پشتیں ابرہام سے داؤد تک چودہ ہیں اور داؤد سے بابل کو آٹھ جانے تک چودہ پشتیں اور بابل کو آٹھ جانے سے مسیح تک چودہ پشتیں ہیں۔"

آیت مندرجہ بالا میں نسب نامہ کو چودہ چودہ پشتوں کی تین تقسیموں میں منقسم کیا گیا ہے۔ اور یہ صریحاً غلط ہے پہلے حصہ میں اگر ابرہام اور داؤد کو بھی شامل کر لیا جاوے تب کہیں جا کر چودہ پشتیں پوری ہوتی ہیں۔

دوسرے حصہ میں اگر یلونیاہ کو شامل کیا جائے تب چودہ کی تعداد تو پوری ہوجاتی ہے مگر تعجب کی بات یہ ہے کہ اس حصہ کے متعلق سلیمان سے لیکر یلونیاہ تک متی میں صرف چودہ پشتیں تبلائی گئی ہیں حالانکہ اول تواریخ باب ۳ میں اٹھارہ (۱۸) پشتوں کے نام گنوائے گئے ہیں۔ اور عیسائی علماء کے نزدیک بھی معتبر یہی اٹھارہ (۱۸) پشتیں ہیں۔ اسی امر کی جانب اشارہ کرتے ہوئے نیوین صاحب نہایت افسوس کے ساتھ فرماتے ہیں کہ:۔

"دین عیسوی میں ایک اور تین کو ایک ماننا پڑتا تھا۔ اب اٹھارہ (۱۸) اور چودہ کو بھی ایک کہنا پڑا۔ کیونکہ کتب مقدسہ میں تو غلطی کا احتمال ہو ہی نہیں سکتا۔"

تیسرے حصہ میں سب نام حضرت عیسیٰ تک کے ملا کر خواہ کسی طرح سے اور کسی طرف سے گنیے تیرہ (۱۳) ہی ہوتے ہیں نہ کہ چودہ۔

علاوہ ازیں متی باب ۱ آیہ ۸ میں عُزیاہ کو یورام کا بیٹا تبلایا گیا ہے حالانکہ بموجب اول تواریخ باب (۳) آیہ ۱۱ و ۱۲ کے وہ یورام کے پوتے کا پوتا ہے یعنی درمیان سے تین نام اڑا دیے گئے پھر متی باب ۱ آیہ ۱۱ میں یلونیاہ کو یوسیاہ کا بیٹا قرار دیا گیا ہے حالانکہ وہ اس کا پوتا تھا۔ اور متی میں یلونیاہ کے بھائیوں کا ہونا ظاہر کیا گیا ہے۔ حالانکہ وہ اپنے باپ کا اکلوتا بیٹا تھا۔ متی نے زروبابل کو سلتائیل کا بیٹا لکھا ہے حالانکہ وہ اس کا بھتیجا یعنی اُس کے بھائی فدایاہ کا بیٹا تھا۔ اور ابیہود کو زروبابل کا بیٹا لکھا ہے حالانکہ زروبابل کا کوئی بیٹا اس نام کا نہ تھا۔ طوالت کے خیال سے ہم اس سے زیادہ لکھنے کی ضرورت نہیں سمجھتے حالانکہ ایسی غلطیاں اس کتاب میں بہت ہیں جب کتاب کا ایک جزو بھی غلط ثابت ہوجائے وہ ساری کی ساری اعتبار سے گر جاتی ہے۔

نسب نامہ کے متعلق مندرجہ بالا اعتراضات تو وہ ہیں جو عیسائی علماء ہی کی جانب سے وقتاً فوقتاً پیش ہو چکے ہیں۔ مگر یہاں نامناسب نہ ہوگا اگر ایک اعتراض ہم بھی اپنی طرف سے پیش کر دیں۔

وہ اعتراض یہ ہے کہ ایک طرف الوہیت مسیح کا دعوٰی اور دوسری طرف نسب نامہ پیش کرکے مسیح کو اولاد ابراہیم و داؤد ثابت کرنا کیا معنی رکھتا ہے؟ یہ نسب نامہ یوسف نجّار پر منتہی ہو جانا چاہیے تھا۔ مسیح کو یوسف نجار سے کیا تعلق؟۔ اگر مسیح کو الوہیت کا تاج پہنایا جاتا ہے، اگر مسیح کو خدا کا اکلوتا بیٹا کہا جاتا ہے تو پھر اس خاکی نسب نامہ کو انجیل میں داخل کرنے اور مسیح سے متعلق کرنے کی ضرورت ہی کونسی تھی؟۔

اس پر زیادہ تفصیلی بحث انشاء اللہ کسی دوسرے موقعہ پر آئے گی۔

انجیل متی کے متعلق اوپر کی ساری بحث کا خلاصہ یہ ہے کہ:۔

۱۔ متی کی اصلی انجیل عبرانی میں لکھی گئی تھی جو موجودہ ساری انجیلوں پر مقدم تھی اور جو اب ضایع ہو چکی ہے۔

۲۔ اس انجیل کے یونانی زبان میں ترجمہ کرنے والے کا نہ نام معلوم ہوتا ہے نہ حال نہ صحیح طور پر یہ معلوم ہے کہ یہ ترجمہ کب ہوا۔

۳۔ اِس یونانی انجیل کو عبرانی انجیل والے متی سے کوئی تعلق نہیں۔

۴۔ یونانی انجیل متی میں بھی غلطیاں ہیں۔

۵۔ جو نسب نامہ اس میں درج ہے اسے عیسائی تک غلطیوں سے پُر سمجھتے ہیں۔

۶۔ وہ عبرانی انجیل جو "بارہ حواریوں کی انجیل" کہلاتی ہے ابیونی فرقہ کے پاس تھی اور اِس فرقہ کا عیسٰی علیہ السلام کے متعلق یہ عقیدہ تھا کہ وہ صرف ایک برگزیدہ انسان تھے۔ (باقی)